روزنامہ
الفضل
ربوہ
فون ۴۴۹
قائمقام ایڈیٹر یوسف سہیل شوق
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۶/۴۱ | جمعرات ۵ محرم الحرام ۱۴۱۲ھ، ۱۸ وفا ۱۳۷۰ہش، ۱۸ جولائی ۱۹۹۱ء | نمبر ۱۶۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کی طبیعت اچھی ہے

ربوہ: ۷ ا وفا (جولائی)۔ مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب لندن نے مورخہ ۱۶ جولائی ۹۱ء کی رات حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق حسب ذیل اطلاع دی ہے:۔
"خدا تعالیٰ کے فضل سے طبیعت بہت اچھی ہے"۔
احباب کرام دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کو شفاء کامل عطا فرمائے۔

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"ہر ایک بات کہنے سے پہلے سوچ لو کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی اجازت اس کے کہنے میں کہاں تک ہے۔ جب تک یہ نہ سوچ لو مت بولو۔ ایسے بولنے سے جو شرارت کا باعث اور فساد کا موجب ہو، نہ بولنا بہتر ہے، لیکن یہ بھی (صاحبِ ایمان) کی شان سے بعید ہے کہ اَمرِ حق کے اظہار میں رُکے۔ اس وقت کسی ملامت کرنے والے کی ملامت اور خوف زبان کو نہ روکے۔ دیکھو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی نبوّت کا اعلان کیا، تو اپنے پرائے سب کے سب دشمن ہو گئے، مگر آپؐ نے ایک دم بھر کے لئے کبھی کسی کی پرواہ نہیں کی۔ یہاں تک کہ جب ابُو طالب آپؐ کے چچا نے لوگوں کی شکایتوں سے تنگ آکر کہا۔ اُس وقت بھی آپؐ نے صاف طور پر کہہ دیا کہ مَیں اس کے اظہار سے رُک نہیں سکتا۔ آپ کا اختیار ہے، میرا ساتھ دیں یا نہ دیں"۔
(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۸۱)

تقریبِ شادی

○ مکرم جہانگیر محمد جوئیہ صاحب امیر ضلع خوشاب کے بیٹے مکرم امان اللہ جوئیہ کی تقریب شادی عزیزہ حفیظ بیگم صاحبہ بنت مکرم غلام احمد صاحب آف مظفر گڑھ کے ساتھ ۱۸/جون کو قرار پائی۔
اسی طرح دوسرے بیٹے مکرم مطیع اللہ کی شادی عزیزہ نجم النساء صاحبہ بنت مکرم عطاء محمد جوئیہ صاحب کے ساتھ ۱۷/جون کو قرار پائی۔ ۲۰/جون کو گوٹھ جوئیہ احمدیہ ضلع خوشاب میں تقریب ولیمہ ہوئی۔ جس میں احباب نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ یہ رشتے مبارک فرمائے۔

○ مکرم ناصر احمد تنولی طالبعلم میڈیکل سال چہارم ابن مکرم عبدالحکیم صاحب تنولی ایبٹ آباد (سابق ڈپٹی سیکرٹری ایجوکیشن) کے نکاح کا اعلان ۷/جولائی ۱۹۸۹ء کو عزیزہ فریدہ خورشید صاحبہ بنت مکرم احمد صادق صاحب حال ٹیکساس امریکہ کے ساتھ مکرم پروفیسر خلیل الرحمان نے ایک لاکھ روپے حق مہر کے عوض کیا۔ ۲۴/جنوری ۱۹۹۱ء کو ملک پورہ ایبٹ آباد سے رخصتی عمل میں آئی اور ۲۵/جنوری ۱۹۹۱ء کو تنولی ہاؤس ایبٹ آباد میں دعوت ولیمہ ہوئی جس میں ضلع ہزارہ کے احمدی احباب اور دیگر معززین نے شرکت کی۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے بہت بابرکت فرمائے۔

عبادت کا صبر و استقلال کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"عبادت کا صبر کے ساتھ اور استقلال کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے اور یہ مضمون یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر خدا کی عبادت میں کچھ نہیں ملا تو پھر بھی اسے چھوڑ کر جانے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا.... پھر اور کون ہے جو خدا کے سوا عبادت کے قابل دکھائی دیتا ہے پس تمہارے لئے تو چارہ ہی کوئی نہیں۔ بے اختیاری کا عالم ہے۔ وہی واقعہ جو میں پہلے بھی آپ کو سنا چکا ہوں لاہور کے ایک درویش کا۔ وہی یاد آجاتا ہے۔ اس موقع پر بیان کے لائق بہت ہی موزوں ہے

ایک درویش تھا جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ایک دن اس نے ترنگ میں آکر خدا سے یہ عرض کی کہ اے خدا مجھے تیری دنیا پسند نہیں آئی اور یہ کہہ کر وہ باہر بازاروں میں کودتا اچھلتا ہوا نکلا اور اعلان کرنا شروع کیا کہ ہم نے خدا کو کہہ دیا جو کہنا تھا اور بڑا ہی خوش دکھائی دیتا تھا۔ کسی نے پوچھا کہ تم نے خدا کو کیا کہا ہے۔ کیوں اتنے خوش ہو رہے ہو۔ اس نے کہا کہ مَیں نے تو خدا کو صاف کہہ دیا ہے کہ مجھے تیری دنیا پسند نہیں آئی۔ کچھ دن کے بعد اس کو پھر بازاروں

میں دیکھا گیا اور نہایت ہی مضمحل، پژمردہ سر نیچے پھینکا ہوا بے حد اداس۔ کسی نے اس سے پوچھا کہ کیا ہوا ہے۔ آج کیوں تم اتنے اداس ہو۔ اس نے کہا کہ جواب آگیا ہے۔ کہا، کیا جواب آیا ہے۔ جواب یہ آیا ہے کہ پھر جس کی پسند آتی ہے اس میں چلے جاؤ۔ چھوڑ دو میری دنیا اگر پسند نہیں۔ اور ہے ہی کوئی نہیں..... یہ پیغام ہے کہ اے عبادت سے تھک جانے والو! اے جلدی ہمت ہارنے والو!! اگر تم سمجھتے ہو کہ تمہاری عبادت کو پھل نہیں لگ رہے اس لئے تم اس عبادت کو چھوڑ دو تو پھر چھوڑ کے جاؤ گے کہاں۔ خدا کے سوا بھی کوئی ذات رہتی ہے جو اس جیسی ہو۔ اگر یہ رحمٰن و رحیم۔ یہ رحیم و کریم خدا تمہارے دل کے لئے سجتا نہیں جا سکتا تو پھر دنیا میں اور کوئی

ذات تمہارے لئے جچنی نہیں جا سکے گی۔ پس جو زور لگانا ہے اسی در پہ لگاؤ۔ جو سجدے بھرنے ہیں اسی آستانے پر بھرو اور اپنی پیشانی کو یہیں رگڑو۔ اس کے سوا اور کوئی جگہ نہیں ہے۔
(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰/اپریل ۱۹۹۰ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۸؍ وفا ۱۳۷۰ ہش ۔ ۱۸؍ جولائی ۱۹۹۱ء

واقفینِ نو کی تربیت کیسے کی جائے؟

سیدنا و امامنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورِ امامت کی اہم ترین تحریکوں میں سے نمایاں تحریک وقف نو ہے۔ اس تحریک کے ثمرات تو آج سے لگ بھگ پندرہ بیس سال کے بعد ظاہر ہوں گے لیکن اس دوران کا یہ عرصہ اس تحریک کے ثمرات سے حقیقی طور پر متمتع ہونے کیلئے بہت اہم ہے اور واقفین نو کا حامل کوئی بھی گھر اس سے غفلت نہیں برت سکتا۔

ایک عام احمدی پر حضرت امام جماعت احمدیہ کا یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ اس تحریک کے جاری ہوتے کے بعد وہ فیصلہ جو پندرہ سال کے بعد کرنا تھا اور جس کیلئے مسلسل پندرہ سال امید و بیم کی کشمکش میں مبتلا رہنا تھا۔ وہ فیصلہ یوں آنِ واحد میں ہوگیا کہ پندرہ سال کی فیصلہ کرنے کی کشمکش سے نجات مل گئی۔ جب بھی کسی احمدی کے گھر میں اولاد ہوتی ہے اور اس گھر کے ماں باپ کو یہ خیال آتا ہے کہ ہم اپنی اولاد کو خدا کی راہ میں وقف کریں تو شیطان قدم قدم پر بہکاتا ہے۔ نادان عزیز رشتے دار نیک فیصلوں کی راہ میں اپنی نادان سوچوں کے کانٹے بچھاتے ہیں۔ کبھی خاوند نیک سوچوں میں آگے بڑھتا ہے۔ کبھی بیوی اللہ کے رستے پر آگے بڑھنے کی ہمت دکھاتی ہے۔ دونوں کی سوچوں میں تطابق نہ ہونے سے گھر میں بحثا بحثی جنم لیتی ہے ناراض لوگ، تنقید کے شوقین، منفی گفتگو کے دلدادہ اور مایوسیوں کو سینے سے لگانے کے شائق طرح طرح کی باتیں کر کے اخلاص کے بہتے دریا پر بند باندھنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ غرضیکہ بچے کی عمر ۱۵ سال تک پہنچنے سے پہلے کئی بار امید اور ناامیدی کے مراحل آتے ہیں اور ذہنی الجھاؤ اور بعض اوقات ذہنی اذیت بڑھتی جاتی ہے۔ تب اللہ تعالیٰ ہمت اور توفیق دیتا ہے ماں باپ کو بھی اور اولاد کو بھی کہ وہ خدا کے رستے پر تن من دھن قربان کرنے کا عہد کر لیتے ہیں۔

پیارے آقا، محبوب امام کی ایک پکار نے پانچ سات ہزار احمدی ماں باپ کو اس ذہنی الجھاؤ سے نکال لیا۔ نہ صرف نکال لیا بلکہ پوری سرگرمی اور کوشش اور ہمت سے واقفِ نو کی تربیت کی طرف بھی متوجہ کر دیا۔

واقفِ نو کی تربیت کسطرح کی جائے؟ یہ سوال اکثر والدین کو پریشان کرتا ہے جماعتی سطح پر اس سوال کا جواب بھی دیا جاتا ہے مگر آج کی صحبت میں ہم اس سوال کا صرف ایک جواب دے رہے ہیں اور یہ جواب اس سوال کے تمام جوابوں پر بھاری ہے۔ سب سے زیادہ اہم یہی جواب ہے۔

اور وہ یہ ہے کہ دعا کے ذریعے۔ کوشش کریں کہ روزانہ پانچوں نمازوں میں اپنی واقف نو اولاد کیلئے دعا کریں۔ اگر پانچوں نمازوں میں نہ کر سکیں تو یہ ضرور کریں کہ روزانہ کسی نہ کسی نماز میں یا نماز کے علاوہ یہ دُعا کریں۔ بیوی خاوند کو یاد دلائے اور خاوند بیوی سے پوچھتا رہے کہ آج واقفِ نو کیلئے دعا کی ہے؟ واقفِ نو کی تربیت کیلئے یہ سب سے تیز اور سب سے زیادہ کارگر ہتھیار ہے جو تمام کمزوریوں کو ڈھانکنے کی بھی صلاحیت رکھتا ہے۔

ہمارے اشک بہے تو نہ رو سکے گا کوئی
شریکِ غم نہ ہوا ہے نہ ہو سکے گا کوئی
ذرا سی بات کو اہلِ جہاں اُچھالیں گے
ہمارا دامنِ عصیاں نہ دھو سکے گا کوئی

ابوالاقبال

میرے آنسو اِس غمِ دلسوز سے تھمتے نہیں
دین کا گھر ویراں ہے اور دُنیا کے ہیں عالی منارے
(درِّ ثمین)

○

دہر کی رعنائی کا خالق ہے مرا حُسنِ نظر
یہ جہانِ دوش و فردا خوب سے ہے خوب تر

کتنے تارے گردِ رہ تھے کتنے سورج سنگِ میل
لامکاں تک لے گیا مجھ کو مرا ذوقِ سفر

میرے لمسِ شوق سے پیدا ہے بربط کا سرود
بے صدا تھا سازِ دل میری نوا سے پیشتر

عشق ٹھہرے تو کہاں؟ پیدا نہیں پایانِ حُسن
یہ جہاں بھی رہگزر ہے وہ جہاں بھی رہگزر

میرے شعروں کی رفاقت نغمے سے ممکن نہیں
شعر بجلی کی تڑپ ہے نغمہ لہروں کا سفر

جا رہا ہے کس کی جانب کاروانِ زندگی
منتہائے جادہ کیا ہے وجد میں ہوں سوچ کر

ہے پیام اُس کا گُل و لالہ میں رنگ و نُور میں
رنگ بھی ہے نامہ بر اور نُور بھی ہے نامہ بر

اپنی اپنی منزلیں ہیں اپنا اپنا راستہ
خاکِ دل بھی پے سپر ارض و سما بھی پے سپر

رہگزارِ شوق سے گزرے ہیں لاکھوں کارواں
کونسی منزل میں ہیں آتی نہیں اُن کی خبر

کیا کہوں اعجاز تُم سے حال اُس بے مہر کا
سوز بھی ہے بے اثر اور ساز بھی ہے بے اثر

سعید احمد اعجاز

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب

محترم شیخ عبدالقادر صاحب نے حضرت بانیؑ سلسلہ عالیہ کے مقدس فرزند حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اللہ تعالیٰ آپ سے راضی رہے کی سوانح عمری حیاۃ بشیر کے نام سے لکھی اس میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب نے جو پیش لفظ لکھا وہ ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

محض اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان اور اس کی ذرہ نوازی نے اس عاجز کے لئے صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی مشفقانہ رفاقت نصف صدی سے زیادہ عرصہ کیلئے میسر فرما دی اور اس تمام عرصے میں یہ عاجز متواتر اس پاک اور صافی چشمہ فیض سے متمتع ہوتا رہا اور اس بے نفس اور ہمہ تن متواضع ہستی کی طرف سے پیہم مورد الطاف و عنایات رہا۔ کبھی ایسا موقع پیدا نہ ہوا کہ خاکسار بھی اس محبوب و مشفق رفیق کی حضور سے حقیر خدمت کی سعادت حاصل کرتا یہ محرومی اس عاجز کے لئے تلخ تأسف کا موجب ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس عالی جناب کے لطفِ بے پایاں پر شاہد ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں الید العلیا سے نوازا تھا اور خاکسار کا مشاہدہ اور تجربہ سترہ سال کے سِن سے لے کر ستر سال کی انتہا تک یہی رہا۔ کہ وہ ہاتھ ہر حالت میں بلند و بالا ہی رہا۔ کبھی فضلِ الٰہی نے اسے نیچا نہ ہونے دیا۔

یہ تمام کیفیت کچھ خاکسار کے ساتھ ہی مخصوص نہ تھی، ان گنت احباب اس کے مورد و شاہد ہیں، سچ تو یہ ہے کہ خویش و درویش اپنا اور پرایا جو بھی اس چشمے تک آیا سیراب ہوئے بنا نہ لوٹا۔ اگر کبھی کمی رہی تو ظرفِ سائل میں نہ فیضِ ساقی میں۔

الٰہ العالمین جیسے تو نے اپنے اس بندے کو دل عطا فرمایا تھا۔ جو تواضع اور شفقت اور تیرے مسکین اور عاجز بندوں کی دلجوئی، غمگساری اور حاجت روائی میں کسی حد کار وادار نہ تھا ویسے ہی اب تو اسے جیسے اس کی التجا تھی بغیر حساب اپنے الطاف و نعماء کا مورد بنا۔۔۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کی پاکیزہ زندگی ...ن شعور سے لے کر دم واپسیں تک ہمارے ... ایک نیک نمونہ اور مشعل راہ رہی۔ جب ...م الاسلام ہائی سکول قادیان سے میٹریکولیشن ...ند حاصل کرنے کے بعد آپ گورنمنٹ کالج ...علیم جاری رکھنے کیلئے تشریف لائے ...سار بھی گورنمنٹ کالج میں تعلیم حاصل ...ر تھا، ان ایام میں بعض پہلوؤں سے سلسلے ...فت اور جماعت کے ساتھ عناد شدت کا رنگ لئے ہوئے تھے لیکن حضرت صاحبزادہ صاحب کا نیک کردار آپ کا حسن سلوک اعلیٰ خلق اور وقار وہ درجہ رکھتے تھے کہ نہ صرف طلباء بلکہ اساتذہ بھی آپ کے ساتھ تکلف کے ساتھ پیش آتے تھے، اور آپ کا احترام کرتے تھے پروفیسروں میں سے مسٹر جی۔ اے وادن تو خاص طور پر آپ کے مداح تھے، کالج کے زمانے میں صاحبزادہ صاحب نہ صرف جماعت میں حاضری کی پابندی کرتے تھے اور مطالعہ میں توجہ سے مصروفیت رکھتے تھے بلکہ کالج کے دیگر جائز مشاغل میں بھی مناسب حصہ لیتے تھے خاکسار کو یاد پڑتا ہے۔ کہ کھیل تفریح میں سے فٹ بال میں آپ شریک ہوا کرتے تھے۔

موجودہ صورت سے تو خاکسار واقف نہیں لیکن اس زمانے میں کالج کے ابتدائی سالوں میں ہوسٹل میں رہنے والے طلباء کو سات دیگر طلباء کے ساتھ ایک کمرے میں رہنا ہوتا تھا صاحبزادہ صاحب بھی چونکہ ہوسٹل میں قیام پذیر تھے اس لئے انہیں بھی یہی صورت درپیش تھی جس میں انہیں خلاف معمول دقتوں اور پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑتا تھا۔ کھانے کا انتظام بھی ان دنوں ہوسٹل میں کوئی ایسا تسلی بخش نہیں تھا، دو وقت سالن اور چپاتی پر گذران تھی لیکن صاحبزادہ صاحب نے اپنا وقت کالج اور ہوسٹل میں نہایت بشاشت اور خندہ پیشانی سے گزارا ماتھے پر شکن آیا نہ زبان پر حرف شکایت۔ حضرت اماں جان اللہ تعالیٰ ان سے راضی رہے۔ اوسطاً ہر مہینے آپ کے لئے خشک میوہ ایک کنستر بھر کر ارسال فرما دیا کرتی تھیں۔ لیکن حضرت صاحبزادہ صاحب اپنے سب دوستوں کو اس میں شریک فرما لیا کرتے تھے۔ خاکسار کا اندازہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کا حصہ اس تبرک میں صاحبزادہ صاحب کے حصے سے کہیں بڑھ کر ہوا کرتا تھا۔

غرض کالج کے تمام زمانے میں اگرچہ صاحبزادہ صاحب کو بہت سی مشکلات کا سامنا ہوا۔ لیکن آپ نے اپنے لئے کسی خصوصیت یا امتیاز کی نہ خواہش کی نہ اسے پسند فرمایا۔ قناعت، فروتنی حلم اور مسکنت کو شعار رکھا، اور یہ صفات عمر بھر آپ کا امتیاز رہیں۔

خاکسار ۱۹۱۴ء کے آخر میں تعلیم سے فارغ ہو کر انگلستان سے واپس آیا اور انگلستان کے قیام کے عرصے میں صاحبزادہ صاحب کی رفاقت سے جو محرومی ہو گئی تھی، وہ دور ہو گئی البتہ کسی قدر بعد مکانی ضرور پیش آگیا۔ کیونکہ خاکسار کی رہائش اول دو سال سیالکوٹ میں رہی اور آخر اگست ۱۹۱۶ء میں لاہور میں منتقل ہو گئی۔ لیکن جب قادیان حاضر ہونے کا موقعہ میسر آتا۔ تو خاکسار حضرت صاحبزادہ صاحب کا مہمان ہوتا، یہ صورت سالوں رہی۔ لیکن ایک لحظہ بھر بھی کبھی خاکسار نے اپنے تئیں آپ کے ہاں مہمان شمار نہیں کیا۔ بلکہ ہر لحاظ سے آپ کے گھر کو بے تکلفی میں اپنا ہی گھر محسوس کیا اور آرام میں اسے اپنے گھر سے بہت بڑھ کر پایا اور یہی کیفیت ان تمام احباب کی بھی ہوا کرتی تھی، جو قادیان کے سفر اور قیام کے دوران میں خاکسار کے رفیق ہوا کرتے تھے۔

مرور زمانہ کے ساتھ حضرت صاحبزادہ صاحب کے علم و حلم، آپ کے اوصافِ حمیدہ اور صفاتِ ستودہ میں جلد جلد اضافہ ہوتا گیا اور اور آپ کے علم اور سرگرمیوں کے میدان وسیع سے وسیع تر ہوتے گئے۔ بہت جلد خاندان حضرت اقدس اور سلسلے اور جماعت میں آپ کو ایک نمایاں اور ممتاز حیثیت حاصل ہو گئی جس کے نتیجے میں آپ کے تعلقات بھی بہت وسیع ہوتے گئے اور تمام جماعت ہی نہیں بلکہ بہت سا طبقہ غیر از جماعت احباب کا بھی آپ کے اخلاق حسنہ کا مورد و معترف اور گرویدہ ہوتا گیا۔

خاکسار اسی پہ کفایت کرتا ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی ایک نہایت اہم خدمت کی طرف مختصر سا اشارہ کر دے۔ یوں تو صاحبزادہ صاحب کی تمام زندگی ہی بنی نوع انسان (دین حق) اور سلسلے کی خدمت کے لئے وقف رہی اور گوناگوں رنگ میں آپ کو اس خدمت کے مواقع بفضل اللہ میسر آتے رہے۔ جن سے آپ نے پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے نہایت تندہی اور جانفشانی سے (دین حق) اور سلسلہ احمدیہ کے استحکام کے لئے کار ہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ جن کا تعلیمی، تربیتی اور اخلاقی فیض ہمیشہ جاری رہے گا۔ اور یہی آپ کی حقیقی یادگار ہو گا۔ لیکن ان سب میں سے ممتاز اور اہم وہ خدمت اور وہ قربانی ہے جو آپ سے حضرت (فضل عمر) کی بیماری کے عرصہ کے ہر لحظے نے طلب کی اور جسے آپ نے حد درجہ بے دریغی اور کمال بے نفسی سے پورا کیا اور سرانجام دیا۔ یہ عرصہ تمام جماعت کے لئے اور درجہ بدرجہ خدام مخلصین کے لئے لیکن سب سے کہیں بڑھ کر اور کئی گنا زیادہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے لئے صبر آزما اور دردناک طور پر طالب بے نفسی اور کیفیتِ راضی برضا رہا ہے۔ اس تمام عرصے میں جس طور پر آپ نے اپنا جسم اور اپنی روح، اپنے قویٰ اور اپنی استعدادیں، اپنے وسائل اور اپنا وقت اپنی امنگیں اور اپنے ارادے، اپنی صحت اور اپنی زندگی مرضی مولیٰ کے سپرد اور حوالے رکھیں۔ وہ آپ ہی کا حصہ تھا اور کسی اور سے ممکن نہ ہوتا۔ حضرت (فضل عمر) کی بیماری اور تکلیف کا احساس اور اس کا درد اور کرب ایک طرف، جماعت کے غم اور پریشانی میں ہر کس و ناکس کے درد کا احساس اور ہر کسی کی دلجوئی اور غم خواری کا اور حوصلہ افزائی دوسری طرف سلسلے کی بہبودی اور ترقی اور اس کے مختلف شعبوں کی کارگزاری کے متعلق مشوروں اور نصائح کی ذمہ داری تیسری طرف نازک خیالات اور نازک احساسات کا پاسداری چوتھی طرف غرض دل و دماغ فکر و روح سب پر کار یار حاوی تھا کارِ خویش کی گنجائش باقی نہیں رہی تھی، سچ تو یہ ہے کہ کار یار ہی کار خویش بن چکا تھا سر و جان اسی کے لئے وقف ہو چکے تھے۔ اسی میں محو تھے، دل بھر آتا تھا۔ آنسو بہہ پڑتے تھے۔ جگر خون ہو کے رہ جاتا تھا۔ ولا نقول الا ما یرضی بہٖ ربنا والی کیفیت تھی۔ اپنے مقدس باپ کا فرمان ہر لحظہ پیش نظر تھا۔

اندریں راہ دردِ سر بسیار نیست
جان بخواہد دادنش بسیار نیست

بشیر احمد نے اسے اپنے عمل اور کردار سے ایک حقیقت ثابت کر کے دکھا دیا۔ ہر لحظہ جان دیا اور مسکرا دیئے اور جان دیتے چلے گئے دیتے چلے گئے، یہاں تک کہ (اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف آ جا اس حالت میں کہ تیرا رب تجھ سے راضی اور تو اس سے راضی ہے اور اپنے رب کی جنتوں میں داخل ہو جا) کا مژدہ سنتے ہی میں (حاضر ہوں حاضر ہوں تیرے سوا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں)

۔۔۔۔ کے ساتھ آخری بار اسی کا عطیہ اس کے سپرد کر کے تمام ذمہ داریوں سے سرخروئی کے ساتھ سبکدوش ہو گئے۔

خاکسار
ظفر اللہ خان
۱۶ مارچ ۱۹۶۴ء

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں "یاد رکھو۔ خدا کی توفیق کے بغیر دین کی خدمت نہیں ہو سکتی۔ جو شخص دین کی خدمت کے واسطے شرح صدر سے اٹھتا ہے خدا اس کو ضائع نہیں کرتا۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد زکریا ورک - کینیڈا

ڈاکٹر عبدالسلام کا زندۂ جاوید کارنامہ

مکرم محمد زکریا ورک کنگسٹن۔ کینیڈا، کہتے ہیں پاکستان کے ایک پسماندہ شہر جھنگ میں جو عبدالسلام آج سے قریب ۶۰ سال قبل پیدا ہوا۔ اس کے دل میں علم اور ایمان کی جو شمع روشن تھی۔ اس شمع سے آج دنیا بھر میں ہزاروں عبدالسلام اس سائنسی مرکز سے پیدا ہو کر اپنے اپنے ممالک میں ایسی اور دلربا شمعیں روشن کرنے کے لئے پیدا ہو رہے ہیں اور اللہ نے چاہا تو آئندہ بھی پیدا ہوتے رہیں گے ہندوستان کے ایک نامور ادیب اور قلمکار جناب نورالحسن نقوی کے الفاظ میں "سرسید اپنے ملک و قوم کی محبت میں ایسے سرشار تھے کہ ان کی زندگی کا کوئی لمحہ اس فکر سے خالی نہ تھا۔ سفر انگلستان کے دوران انہیں ایک نئی دنیا کی سیر کا موقعہ ملا جو ان کے اپنے ملک کے مقابلے میں کہیں زیادہ خوشحال اور ترقی یافتہ تھا۔ جب وہ بہترین درسگاہ دیکھتے تو ملال ہوتا کہ ہم ایسی درس گاہ سے کیوں محروم ہیں۔ جدید طرز کی شاندار عمارتیں دیکھتے تو جی چاہتا کہ کاش ہماری عمارتیں ان سے بڑھ کر ہوتیں۔ انگلستان کے خوش رنگ پھولوں پر نظر پڑتی تو خواہش ہوتی کہ ایسے ہی پھول ہمارے چمنوں میں لہلہائیں۔ مغربی اقوام کے صحتمند اور شاداب چہروں پر رشک آتا اور افسوس ہوتا کہ ہم ان کے مدمقابل کیوں نہ ہوئے کچھ ایسی ہی تڑپ پروفیسر عبدالسلام کے دل میں بھی رہی ہے۔ سائنس کی دنیا پر یورپ کی حکمرانی دیکھ کر انہیں تاسف ہوا کہ ہمارے ملک ترقی کی اس دوڑ میں دوسروں سے پیچھے کیوں ہیں۔ ٹیکنالوجی کے ہر میدان میں جاپان کو آگے بڑھتے دیکھ کر انہیں تیسری دنیا کا خیال آیا جو ابھی تک پوری طرح خواب سے بیدار نہیں ہوئی۔ مسلم ممالک کی پسماندگی نے انہیں اور بھی زیادہ مغموم کیا۔ کہ کبھی انہیں کے دم سے علم کا چراغ روشن تھا۔

(تہذیب الاخلاق جنوری ۱۹۶۶ء)

برطانیہ کے مشہور عالم رسالہ اکانومسٹ نے اپنی اکتوبر ۱۹۸۹ء کی ہفتہ وار اشاعت میں ڈاکٹر عبدالسلام کو مندرجہ ذیل الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔ "۱۹۴۹ء میں ایک ۲۳ سالہ پاکستانی طالب علم نے کیمبرج یونیورسٹی میں فزکس میں فسٹ کلاس کی ڈگری ایک سال میں حاصل کی۔ کیمبرج کی تاریخ میں یہ بات آج تک سننے میں نہ آئی تھی۔ پھر ۱۹۵۰ء میں اس نوجوان نے فزکس کی دنیا میں ریاضی کا ایک پیچیدہ مسئلہ حل کیا جو سائنس دانوں کے لئے عرصہ دراز سے ایک کبھی نہ حل ہونے والا عقدہ بنا ہوا تھا۔ اس دن سے لے کر آج تک عبدالسلام کی کائنات کے بارہ میں تھیوریز نے اسے نوبل پرائز کا حق دار بنا دیا۔ نومبر ۱۹۸۹ء میں انٹرنیشنل سنٹر فار تھیوریٹیکل فزکس کی ۲۵ سالہ برسی منانے کے لئے اور خاص طور پر اس شخص کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے جس کی قوت ارادی اور دور اندیشی سے یہ سنٹر قائم ہوا۔ ایک کانفرنس منعقد کی گئی۔ فزکس کے عظیم ماہرین اور چوٹی کے سائنس دانوں نے اس موقعہ پر تقاریر کیں اور سنٹر کی مساعی کو سراہا۔ آئی سی ٹی پی۔ آج تک تقریباً ۴۰۰ کورسز ورکشاپس سیمینارز اور کانفرنسیں منعقد کر چکا ہے۔ مختلف سائنس دانوں کو ریسرچ کے لئے وقت اور جذبہ دینے کی بنا پر اس سنٹر سے آج تک ۵۰۰۰ کے قریب سائنسی مضامین اور مسودات۔ بین الاقوامی سائنسی رسالوں اور جرنلز میں شائع ہو چکے ہیں پچھلے ۲۵ سالوں میں ۴۲،۰۰۰ طبیعاتی سائنس دان اس سنٹر میں آ کر ریسرچ کر چکے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ بھارت کا ہر ایک سائنس دان یا تو یہاں آ چکا ہے یا عنقریب آنے والا ہے۔ اور یہاں آنے کا نہایت متمنی ہے۔ دنیا کے مختلف ممالک سے ایسے سنٹر بنانے کے لئے کام بڑی تیز رفتاری سے شروع ہو چکا ہے بلکہ ٹریسٹ کے شہر میں مزید تین ایسے سنٹر زیر تعمیر ہیں۔ ایک سنٹر کیمسٹری کے لئے مختص ہوگا ایک زمین اور اس کے ماحول کے لئے اور تیسرا ہائی ٹیکنالوجی اور نیو میٹریل پر ریسرچ کرے گا۔ یاد رہے کہ اس سلسلے میں ٹریسٹ کے شہر میں بایو ٹیکنالوجی اور جینیٹک انجینئرنگ کے دو سنٹر تو پہلے ہی کام کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر سلام نے اس سلسلے میں اب ایک نئی تجویز پیش کی ہے کہ ترقی پذیر ممالک اور غریب ممالک میں ہائی ٹیکنالوجی کے ۲۰ نئے کالج کھولے جائیں۔ یہ بات حیرت کی نہیں کہ ایسے کاموں میں بے انتہا مصروفیت کی وجہ سے ڈاکٹر سلام کو ریسرچ کے لئے زیادہ وقت نہیں ملتا۔ بلاشبہ فزکس کے میدان میں "مساوات" لکھنے کے علاوہ اور بھی چیزیں درکار ہوتی ہیں۔ ڈاکٹر سلام نے اپنی مقناطیسی شخصیت، قوت ارادی اور انٹیلیکچوئل سٹینڈنگ کی بنا پر کئی ایک نامور سیاست دانوں اور مدبرین کو فزکس کی امداد کے لئے قائل کر لیا ہے۔

(تلخیص اکانومسٹ ۱۸، نومبر ۱۹۸۹ء ص ۱۵۳، ۱۵۴)

اب مکرم ورک صاحب کی زبانی اس سنٹر کا تعارف سنئے۔

اٹلی کے شہر ٹریسٹ میں واقع مشہور عالم سائنسی درس گاہ انٹرنیشنل سنٹر فار تھیوریٹیکل فزکس آئی سی ٹی پی کی بنیاد ۱۹۶۴ء میں رکھی گئی یہ درس گاہ دراصل سائنس کے مضامین میں ریسرچ اور ریسرچ کی ٹریننگ کا ایک عالمی مرکز ہے۔ یہ مرکز اقوام متحدہ کے ادارے یونیسکو اور انٹرنیشنل اٹامک انرجی کمیشن سے منسلک بلکہ ان کا ایک حصہ ہے۔ اس سائنسی مرکز کا بجٹ ۱۶ ملین امریکن ڈالر ہے۔ اٹلی کی حکومت اس بجٹ کا ۹۰ فی صد حصہ ادا کرتی ہے۔ جبکہ باقی کا حصہ یونیسکو اور اٹامک انرجی کمیشن سے آتا ہے بجٹ کا کثیر حصہ ٹریسٹ میں اور تین فی صد دنیا کے دوسرے ممالک میں خرچ کیا جاتا ہے یہ عالمی درس گاہ پاکستان کے نامور سپوت ڈاکٹر عبدالسلام کے ذہن کی پیداوار ہے۔ ۱۹۶۲ء میں اقوام متحدہ کے ادارہ آئی۔ اے۔ ای۔ اے اٹامک انرجی کمیشن کے سامنے اس سائنسی درس گاہ کا ریزولیوشن پیش کرتے ہوئے ڈاکٹر سلام نے فرمایا۔

THE CENTRE WILL BECOME THE CLEARING HOUSE FOR NEW IDEAS, IDEALS AND REALITIES.

P. 116

اس سنٹر کے قیام کے لئے ڈاکٹر سلام تقریباً ۴ سال تک بے انتہا تگ و دو کرتے رہے خوبی قسمت سے ان کی ملاقات ۱۹۶۰ء میں اٹلی کے پروفیسر بودیتی سے ایک سیمپوزیم میں ہوئی جو اس بات کے شدید خواہشمند تھے کہ ان کا آبائی شہر ٹریسٹ دنیا کے تمام فزکس کے سائنس دانوں کے لئے مرجع خاص بن جائے۔ چنانچہ پروفیسر بودیتی اور پروفیسر سلام کے سنہری خواب کی تعبیر یہ سائنسی مرکز ہے۔

۱۹۶۲ء میں جب اٹامک انرجی کمیشن (آئی۔ اے۔ ای۔ اے) کی جنرل کانفرنس نے اس سنٹر کی تشکیل کی منظوری دی تو ڈاکٹر سلام نے فرط جذبات میں فرمایا

THAT WAS THE MOST MOMENTOUS DAY OF MY LIFE. THAT DAY I WENT THROUGH A KILO OF GRAPES.

اس عالمی مرکز کا خیال ڈاکٹر سلام کے دل میں کیسے پیدا ہوا۔ اس سوال کا جواب وہ خود یوں دیتے ہیں کہ ایک سائنسی سنٹر کے قیام کا خیال میرے دل میں جو ترقی پذیر ممالک کے سائنس دانوں کی ضروریات کو پورا کرے ۱۹۵۴ء سے چلا آ رہا ہے۔ جب میں اپنا وطن عزیز چھوڑنے پر مجبور ہو گیا۔ کیونکہ میں اس فیصلے پر پہنچ چکا تھا کہ اگر میں نے پاکستان میں مزید قیام کیا ذہنی Isolation کے باعث فزکس کو ہمیشہ کے لئے چھوڑنے پر مجبور ہو جاؤں گا۔

اس ضمن میں ایک اور واقعہ کا بیان از حد ضروری ہے۔ ۱۹۶۳ء میں ڈاکٹر عبدالسلام نے پاکستان کے سابق صدر محمد ایوب خان مرحوم سے درخواست کی کہ حکومت پاکستان ایسے سنٹر کے قیام کی منظوری پاکستان میں دے۔ چنانچہ ڈاکٹر سلام کی موجودگی میں صدر ایوب نے ٹیلیفون پر اپنے وزیر خزانہ محمد شعیب سے اس سلسلے میں مشورہ حاصل کیا۔ بتایا جاتا ہے کہ مسٹر محمد شعیب نے اس خیال پر صدر ایوب کو جواباً کہا کہ جناب پروفیسر دنیا بھر کی سائنس کمیونٹی کے لئے ایک بین الاقوامی ہوٹل قائم کرنا چاہتے ہیں نہ کہ پاکستان میں کوئی نظری طبیعات کا سکول،

اس عالمی سائنسی سنٹر کا آزمائشی عرصہ چار سال کا تھا جو ۱۹۶۸ء میں ختم ہوا تھا سنٹر کی مساعی کا اندازہ ان چار سالوں یوں لگایا جا سکتا ہے کہ سنٹر میں ۹۷، ملکوں میں چوٹی کے ماہر طبیعات کو بحیثیت وزیٹر خوش آمدید کہا گیا۔ جن میں سے ۸۰، کا تعلق ترقی پذیر ممالک سے تھا۔ پھر ۱۹۶۸ء میں ۸، نوبل انعام یافتگان نے انٹرنیشنل سیمپوزیم آف کنٹمپریری فزکس میں شمولیت اختیار کی۔ مئی ۱۹۸۵ء میں ڈاکٹر عبدالسلام نے ایک کانفرنس ہسٹری آف پارٹیکلز سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا "سنٹر ہر سال ایک ہزار ماہرین سنٹر، ہر سال ایک ہزار ماہرین طبیعات کو جو ترقی یافتہ ممالک سے تعلق رکھتے ہیں اور ایک ہزار ایسے ماہرین طبیعات جو ترقی پذیر ممالک سے آتے ہیں خوش آمدید کہتا ہے ایسے ماہرین

یہاں آکر ریسرچ کورسز، ورکشاپس یا میٹنگز یا پھر خالص ریسرچ کا کام کرتے ہیں اس کی میعاد چند ماہ سے لے کر کچھ سالوں تک ہوتی ہے۔ مزید برآں ۱۰۰ سکالرشپ سنٹر ایسے لوگوں کو دیا کرتا ہے جو اٹالین لیبارٹریز میں کام کرنے کے خواہش مند ہوتے ہیں۔ سنٹر ۲۰۰ انسٹیٹیوٹ سے باقاعدہ منسلک ہے جن کی کثیر تعداد ترقی پذیر ممالک میں ہے پھر سنٹر کی سائنٹفک کونسل ہے جو تین صد ماہرین طبیعات کا انتخاب کرتی ہے اور جن کو ہم رفیق ایسوسی ایٹس کے نام سے پکارتے ہیں۔ ایسے رفیق کو ۶ سال کے عرصے میں تین بار تین ماہ کے لئے سنٹر میں آکر ریسرچ کرنے کی سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں۔"

سنٹر کے بنیادی مقاصد

اس عالمی سائنسی مرکز کے جو انسانیت کی خوشحالی و ترقی میں دن رات مرکزی رول ادا کر رہا ہے بنیادی مقاصد مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱) ترقی پذیر ممالک میں فزکس، ریاضی اور سائنس کے مضامین میں ایڈوانس تعلیم کا فروغ۔

(۲) دنیا کے تمام ممالک کے سائنس دانوں کے درمیان رابطہ پیدا کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ۔

(۳) ترقی پذیر ممالک سے آنے والے سائنس دانوں کو ریسرچ کے مواقع اور رہائش مہیا کرنے کے لئے ایک بین الاقوامی ادارے کا قیام۔ اس سنٹر میں جو ریسرچ اور دوسرے پروگرام منعقد کئے جاتے ہیں وہ ایک وسیع و عریض حد تک پھیلے ہوئے ہیں۔

مرکز کی مساعی اور سائنس کے میدان میں اعلیٰ معیار کی کاوشیں بہت سے اجزاء پر مشتمل ہیں۔ مثلاً (۱) ریسرچ (۲) ہائی لیول ٹریننگ کورسز (۳) اٹالین لیبارٹریز میں ٹریننگ (۴) بیرونی کوششیں (۵) سائنسی آلات اور کتابوں و جرنلز کے عطیات۔

سنٹر کی شاندار کامیابی کی وجوہات

سنٹر کی کامیابی کی کئی ایک وجوہات ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ سنٹر کے ڈاکٹر عبدالسلام نے اس کا معیار بہت بلند رکھا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ترقی پذیر ممالک کو جو سائنس دان یہاں سے سیکھ کر جاتے ہیں وہ اس کے دل سے گرویدہ ہوتے ہیں۔ یوں ان ممالک میں سائنس کے کام کو فروغ مل رہا ہے۔ مزید برآں یہ سنٹر بہت COST EFFECTIVE NESS سے چلایا جاتا ہے اور دنیا کی سائنسی کمیونٹی جن کا تعلق شمالی ممالک سے ہو خواہ جنوبی کرہ ارض سے ہو سبھی نے اس کی فراخ دلی سے مدد کی ہے۔ ہر سال یہاں کئی ایک نامور نوبل انعام یافتہ سائنس دان لیکچر دینے آتے ہیں۔ اس کے علاوہ ۵ اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری بھی یہاں آچکے ہیں۔ اٹلی کی حکومت کے وزیر خارجہ بھی اس سنٹر کے بڑے بڑے حامیوں میں گنے جاتے ہیں۔ پھر اس کی کامیابی کی ایک وجہ اس کے روح رواں عزت مآب پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام ہیں۔ جو دن رات انتھک محنت سے اس کی کامیابی میں سرگردان رہتے ہیں آپ کی دلربا شخصیت اور چہرہ سے نہ مٹنے والی مسکراہٹ اکثر لوگوں کو سنٹر کے کاموں کے لئے راغب کر لیتی ہے۔

اب کچھ اعداد و شمار سنٹر کے قیام کی تجویز ۱۹۶۰ء۔

سنٹر کا قیام عمل میں آیا ۱۹۶۴ء

۱۹۸۳ء میں آنے والے سائنس دانوں کی تعداد ۲۱۸۸

۱۹۸۹ء میں سنٹر کا بجٹ ۱۶، ملین ڈالر۔

۱۹۶۴ء میں سنٹر کا بجٹ ۳،۵۰،۰۰۰ ڈالر۔

سنٹر کی لائبریری میں کتابوں کی تعداد ۳۸، ہزار

سنٹر میں آنے والے سائنسی رسالوں کی تعداد ۳۷۰۔

سنٹر سے منسلک انفرادی سائنسی اداروں کی تعداد ۲۶۴۔

۱۹۶۴ء میں آنے والے سائنس دانوں کی تعداد ۸۶۲۔

۱۹۸۴ء میں آنے والے سائنس دانوں کی تعداد ۲۰۸۲۔

بیس سال میں آنے والے سائنس دانوں کی تعداد ۳۱،۱۶۱۔

۱۹۸۷ء میں سائنس دان بھجوانے والے ممالک کی تعداد ۱۲۰۔

۱۹۸۷ء میں بھارت سے آنے والے سائنسدان ۱۸۳۰۔

۱۹۷۰ء - ۸۷ کے دوران پاکستان سے آنے والے سائنسدان ۵۴۶۔

سنٹر کے نام جاری شدہ رسالوں کی تعداد ۱۰۰۰۔

مکرم محمد زکریا ورک صاحب کا یہ مقالہ "ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کا زندہ جاوید کارنامہ" خاصا طویل ہے اور ہماری خواہش ہے کہ یہ مقالہ کتابی صورت میں شائع ہو سکے۔

کیا آپ کا اور آپ کے بچوں کا چندہ وقف جدید ادا ہو چکا ہے۔
(ناظم مال۔ وقف جدید)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منور احمد عابد

ایک یادگار محفل مشاعرہ

مجلس خدام الاحمدیہ ضلع فیصل آباد کی قائم کردہ علمی و ادبی تنظیم 'حسن بیان' کے زیر اہتمام مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۹۱ء پیپلز کالونی فیصل آباد میں جناب حبیب جالب کی صدارت میں محفلِ مشاعرہ منعقد ہوئی۔ جناب چوہدری محمد علی مضطر عارفی اور جناب حزیں لدھیانوی محفلِ مشاعرہ کے مہمانانِ خصوصی تھے۔ تقریب کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا۔ جسکی سعادت حافظ ناصر محمود صاحب کو ملی۔ حمدِ باری تعالیٰ جناب معراج دین صاحب نے پیش کی۔ گلہائے عقیدت بحضور سرور کونین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جناب ناصر جمال نے پیش کئے۔ اس مشاعرہ کی میزبانی کے فرائض جناب یوسف سہیل شوق صاحب نے سرانجام دیئے۔ اس محفل میں جن شعرائے کرام نے اپنے کلام سے نوازا ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

مبارک احمد ظفر، منور احمد عابد، عارف عسکری، عاصم بھٹی، سرور خاں، ساغر شہزاد، شاکر غوری، پروفیسر سبط الحسن بخاری، ڈاکٹر محمد اقبال فیصل آبادی، ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر، خاور زیدی، سید سکندر حیات، انجم سلیمی، شاکر ملہی، میاں اقبال اختر، امین راہی، بسمل شمسی، طاہر صدیقی، عارف بخاری، منظر فاراتی، یعقوب امجد، ڈاکٹر امداد حسین امداد، پروفیسر مبارک احمد عابد، جاذب ناصری، غفور شاہد، بابا عبیر ابوذری۔

باذوق سامعین نے بڑے انہماک سے مشاعرہ سنا اور دل کھول کر عمدہ طریق پر داد دی۔ رات دو بجے یہ خوشگوار تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ چند شعراء کے منتخب اشعار پیش خدمت ہیں۔

اب کچھ تو بھرم رکھنا ہے اس بانجھ زمین کا
سوکھی ہوئی شاخوں سے ثمر باندھ رہے ہیں
(عارف عسکری)

کامیابی کے سبھی سہرے بندھے جھوٹے کے سر
صاف گوئی کو ہماری جرم ٹھہرایا گیا
مصلحت پوشوں نے پائے مرتبے ہر دور میں
جس نے سچ بولا اُسے سولی پہ لٹکایا گیا
(سرور خاں)

رسم ایسی بھی میرے شہر میں ڈالی جائے
بے نواؤں کی نہ دستار اچھالی جائے
(ساغر شہزاد)

ذہن مرجائے مگر ہونٹ نہ کھلنے پائیں
اس نئے عہد کی یہ رسم نبھائیں کیسے
(سبط الحسن بخاری)

یہ نئی ترمیم جانے رنگ کیا دکھلائے گی
مہرباں لکھا ہے اس نے اب ستمگر کاٹ کر
(خاور زیدی)

ترے دل میں اترنا چاہتا ہوں
میں اپنے گھر میں رہنا چاہتا ہوں
(میاں اقبال اختر)

مفلسی اور تنگدستی تو ہمیں منظور ہے ہاں مگر آزادیٔ افکار ہونا چاہئے
قید ہو جاتی ہو جن میں فطرتِ انسانیت ان در و دیوار کو مسمار ہونا چاہئے
(جاذب ناصری)

بابا عبیر ابوذری نے مزاحیہ شاعری سنا کر خوب داد وصول کی۔

کانٹے کی طرح ہوں میں رقیبوں کی نظر میں
رہتے ہیں میری گھات میں چھ سات مسلسل

چوہدری محمد علی مضطر عارفی

ع رنگ و بو بانٹ دے اس سے کر
پھول کے بوجھ کو ہلکا کر دے

ع تجھ کو میرے روبرو نہ کرنا
اتنا تو بے آبرو نہ کرنا
آنسو ہوں اگر تمہیں میسّر
تو پانی سے کبھی وضو نہ کرنا

مہمانِ خصوصی جناب حزیں لدھیانوی صاحب۔

ع حوروں سے کیا نبھا کریں گے وہ خلا میں
جو پیار کر سکے نہ یہاں آدمی کے ساتھ

جالب صاحب یوں گویا ہوئے:

ع جیون کا ہر اک پل ہمیں بے آس ملا ہے
ہم رام نہ تھے کیوں ہمیں بن باس ملا ہے
انساں کے دکھ دیکھ کے بھر آتی ہیں آنکھیں
اپنا سا کہاں اوروں کو احساس ملا ہے

اور جالب صاحب کے ساتھ یہ محفل مشاعرہ اختتام پذیر ہوئی۔ آخر میں محترم شیخ رفیق احمد طاہر قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع فیصل آباد نے بزمِ حسن بیان کی طرف سے تمام شعراء اور سامعین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مشاعرے کے اختتام کا باقاعدہ اعلان کیا۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:
اعمال کے باغ کی سرسبزی پاکیزگی قلب سے ہوتی ہے۔۔۔۔ وہی بامراد ہوگا جو کہ اپنے قلب کو پاکیزہ کرتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات ـــــ نون سین

پتنگ بازی

پاکستان اور ہندوستان میں پتنگ اڑائی جاتی ہے اور بسنت کا دن تو خاص طور پر اس کام میں صرف کیا جاتا ہے۔ ہوا میں پتنگ کے پیچے لڑائے جاتے ہیں۔ اور جب زیادہ پتنگیں اڑتی اور کٹتی ہیں تو "بوکاٹا" کے الفاظ سنائی دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ نیوزی لینڈ کے ماؤری لوگ بھی پتنگ اڑاتے ہیں لیکن ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جب وہ کسی گاؤں کے اوپر پتنگ اڑائیں تو وہ انہیں امن و سلامتی کا پیغام دینا چاہتے ہیں۔ اگر پتنگ ہوا میں اڑتے ہوئے گم ہو جائے یعنی کٹ جائے۔ اور یہ معلوم نہ ہو کہ کہاں گئی تو لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ برا شگون ہے اور گاؤں کے لوگ بعض اوقات اس پتنگ کو تلاش کرنے کے لئے بیس بیس میل تک گاؤں سے دور نکل جاتے ہیں اس طرح کوریا کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہاں بھی پتنگ اڑائی تو جاتی ہے لیکن اس کا عام طور پر مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے غم اور دکھ اس پتنگ کے ذریعہ بانٹنا چاہتے ہیں۔ اور وہ اس طرح کہ وہ ایک کاغذ پر اپنی تکالیف کی فہرست لکھ کر پتنگ کے ساتھ منسلک کر دیتے ہیں اور پتنگ اڑاتے ہیں۔ اور پھر جب پتنگ کٹ جاتی ہے تو وہ سمجھتے ہیں کہ ان کی تکالیف اور ان کے دکھ اور درد دور ہو گئے ہیں یا یوں کہہ لیجئے کہ دور ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ ہمیں پاکستان اور ہندوستان میں پتنگ اڑانے اور ماؤری اور کوریئن لوگوں کے پتنگ اڑانے کا موازنہ کرتے ہوئے یہ احساس ہوا کہ ہمارے ہاں یہ کام اتنا بے مقصد ہے اور نیوزی لینڈ کے ماؤری اور کوریا کے لوگ اتنے اچھے مقاصد کو سامنے رکھ کر پتنگ اڑاتے ہیں یہ اور بات ہے کہ کوریا کے لوگوں کے مقاصد توہمات کے ساتھ تعلق رکھتے ہوں۔ پتنگ کے کٹ جانے سے اور گم ہو جانے سے یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ان کے دکھ اور درد مٹ جائیں لیکن اگر وہ یہ بھی سمجھنے لگ پڑیں کہ دکھ اور درد مٹنے کے سامان پیدا ہو جائیں گے تو کم از کم انہیں خاصی تسلی کا سامان مہیا ہو جاتا ہوگا۔

بہر حال اس سے یہ سبق تو ملتا ہے کہ کوئی کھیل اور وہ کسی طرح ہی کھیلی جائے اس کے لئے کوئی نہ کوئی اچھا اور نیک مقصد سامنے رکھ لیا جائے تو انسانی زندگی میں خاصی بہتری کے آثار پیدا ہو سکتے ہیں لیکن اکثر کھیلیں جو کھیلی جاتی ہیں ان کا مقصد سوائے ورزش یا مقابلے کے اور کچھ نہیں ہوتا۔

بکرے کی آنتوں کی ڈش

ہم آجکل جو کچھ بھی کھا رہے ہیں وہ ہزاروں سال کے تجربے کا نتیجہ ہے۔ مثلاً ایک وقت ضرور ایسا ہو گا۔ جب چنے کی دال مہیا نہیں تھی۔ خدا جانے کن لوگوں نے کس کس طریق پر چنے کی دال کا پتہ چلایا اسے کھا کے دیکھا اور آہستہ آہستہ اسے کھانے کی عادت ڈال لی۔ اور پھر دوسروں کو بھی اس کی طرف مائل کیا۔ حتیٰ کہ اب چنے کی دال ساری دنیا میں کئی طریقوں سے کھائی جاتی ہے۔ گویا کہ جو لوگ اس طرح کی چیزیں تلاش کرنے میں مصروف رہتے ہیں وہ کبھی نہ کبھی کسی نہ کسی وقت کوئی ایسی چیز معلوم کر لیتے ہیں جو نئی ہوتی ہے اور لوگوں کے لئے مفید بھی۔

سان فرانسسکو کے ایک دکاندار نے آئس کریم کے متعلق مختلف تجربے کئے۔ اور ان تجربوں کے نتیجے میں اس نے سبزیوں کی آئس کریم بنانا شروع کر دی۔ وہ اس آئس کریم میں رنگ بھی ڈالتا تھا اور خوشبو بھی۔ اور بچے جو عام طور پر آئس کریم کو پسند کرتے ہیں وہ اسے کھاتے تھے۔ اور اس سے فائدہ بھی اٹھاتے تھے۔ کیونکہ اگر آئس کریم سبزیوں سے بنائی جائے گی تو یقیناً وہ صحت کے لئے زیادہ مفید ہو گی۔ اس نے مختلف اور متعدد سبزیوں سے آئس کریم بنائی یعنی کئی کئی طریق سے کئی کئی رنگوں اور کئی کئی خوشبوؤں سے۔ اور اس کی یہ آئس کریم خوب چلی۔ بچے تو کھاتے ہی تھے۔ بڑے بھی اسے کھانے لگے۔ اگرچہ اس کا کہنا یہ ہے کہ وہ کھاتے تو مزے لے لے کر ہیں لیکن جب میں انہیں بتاتا ہوں کہ یہ آئس کریم میں نے سبزیوں سے بنائی ہے۔ تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں تو یہ پسند نہیں ہے عجیب بات ہے کہ جو چیز بغیر نام کے علم کے وہ کھا کر پسند کرتے تھے۔ جب اس کے نام کا انہیں علم ہوا یا اس کے اجزاء کا علم ہوا تو انہوں نے لاشعوری طور پر ناپسندیدگی کا اظہار کر دیا اس کے متعلق ہمیں ایک دفعہ حضرت امام جماعت الثالث (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر رحم فرماتا رہے) نے بتایا کہ ان کے ایک عزیز کو بطخ کے انڈے کھانا پسند نہیں تھے۔ ایک دن وہ عزیز شکار کے بعد سیدھے آپ کے گھر آ گئے اور آپ نے چپکے سے بطخ کے انڈے سے بنا کر یعنی ان کا آملیٹ بنا کر ان کے سامنے رکھ دیا۔ جب وہ کھا چکے تو ان سے پوچھا گیا تھا کہنے لگے بہت لذیذ۔ حضرت امام جماعت یہ بات سن کر مسکرائے اور فرمایا کہ یہ بطخ کے انڈے تھے تو وہ عزیز حیران بھی ہوئے اور کسی قدر افسردہ بھی کہ یہ کیا ہو گیا۔ میں تو بطخ کے انڈے کبھی کھاتا ہی نہیں۔ آج مجھے یہ کھلا دیئے گئے ہیں۔ تو بعض اوقات نام لئے بغیر تو چیز کھائی جا سکتی ہے لیکن جب نام لے لیا جائے تو بڑی حیرانگی ہوتی ہے کہ یہ کیا ہو گیا۔ اسی طرح ہمیں ایک دفعہ ڈاکٹر کرنل سید محمد یوسف شاہ صاحب نے بتایا کہ وہ ریلوے میں ملازم تھے اور بلوچستان کے علاقے میں متعین تھے۔ یا شاید سندھ میں۔ وہاں پر وہ سنتے تھے کہ لوگ بکروں کی آنتیں پکا کر کھاتے ہیں۔ انہیں اس چیز سے بڑی کراہت تھی۔ ایک دن ایک وڈیرے کے ہاں مہمان تھے۔ اس وڈیرے نے دیگر ڈشوں کے علاوہ ایک ڈش آنتوں کی پکائی۔ اور ڈاکٹر صاحب نے وہ ڈشیں چکھ کر جس ڈش کی طرف زیادہ میلان کا اظہار کیا۔ یہ آنتوں کی ڈش تھی۔ جب کھا چکے تو وڈیرے نے پوچھا کیا تھا یہ۔ ڈاکٹر صاحب کہنے لگے یہ تو معلوم نہیں لیکن چیز بہت لذیذ تھی۔ تو اس میزبان وڈیرے نے بتایا کہ یہ بکرے کی آنتیں پکائی گئی تھیں۔

۶۵ ویں بچے کا جنم

چلی کے شہر سنتیاگو سے ایک سرکاری افسر نے اطلاع دی ہے کہ اس شہر کی ایک عورت جس کا نام لیونیٹا اور جس کو دنیا میں زندہ عورتوں میں سب سے زیادہ بچے پیدا کرنے کا اعزاز حاصل ہے، اپنے ۶۵ ویں بچے کو جلد ہی جنم دے گی۔

اگرچہ لیونیٹا ایسپی نوزا کے بچوں کی صحیح تعداد کا تو علم نہیں لیکن گینس بک آف ورلڈ ریکارڈ کی رو سے ۱۹۸۱ تک اس کے ۵۵ بچوں کی ولادت کا ریکارڈ درج کیا جا چکا تھا۔ اس کے علاوہ ۱۹۸۸ء تک اس کی طرف سے مزید ۴ ولادتوں کا بھی اندراج کروایا گیا۔ اس کے بعد اس نے ایک دفعہ تین بچوں کو اکٹھے جنم دیا۔ اور ایک دفعہ جڑواں بچے بھی اس کے ہاں پیدا ہوئے اور اس طرح چلی کیلئے چھٹے ایڈ منسٹریٹر ریجن کے ریجنل گورنر جان نونز کی رپورٹ کے مطابق اس کے بچوں کا ٹوٹل ۶۴ تک پہنچ گیا۔ ریجنل گورنر نونز نے رنگو شہر کے نزدیک جو کہ سنتیاگو سے ۹۰ میل کے فاصلے پر ہے جا کر بذاتِ خود ایسپی نوزا سے اس کی جھونپڑی میں ملاقات کی۔ اس جھونپڑی میں اس کے ساتھ اس کا خاوند بھی رہتا ہے۔ گورنر نے اس ملاقات میں انکو خوراک کا ذخیرہ، کپڑے، کمبل اور اسی طرح کی دوسری اشیاء تحفۃً پیش کیں۔

گینس بک آف ورلڈ ریکارڈز کے مطابق اس سے پہلے سب سے زیادہ بچوں کی تعداد جو کہ ایک ہی ماں نے جنم دیئے ۶۹ ہے۔ یہ عورت روس کے ایک کسان گھرانے سے تعلق رکھتی تھی۔ اور یہ ۱۷۸۲ء کی بات ہے۔

(PLAIN DEALER 1-6-91)

تحریک جدید

حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) نے فرمایا:

"یہ باتیں ایسی ہیں کہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے سوتے جاگتے اور کھاتے پیتے ہر وقت اور ہر لحظہ اپنی بیویوں اپنے بچوں اپنے دوستوں اپنے عزیزوں اور اپنے رشتہ داروں کے کانوں میں ڈالنی چاہئیں۔ اور انہیں ان باتوں پہ راسخ اور مضبوط کرنا چاہئے کہ ہماری جماعت خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعتیں مشکلات کے بغیر ترقی نہیں کرتیں۔ پس ان باتوں کو دہراؤ اور دہراتے چلے جاؤ۔ یہاں تک کہ یہ باتیں تمہارا ورد اور تمہارا وظیفہ بن جائیں اور اگر ایک چھوٹے سے بچے سے بھی سوال کیا جائے کہ احمدیت کی ترقی کا کیا ذریعہ ہے تو وہ کہہ اٹھے کہ ہم بغیر قربانی اور جان دینے کے ترقی نہیں کر سکتے۔ اور میں اس کے لئے تیار ہوں۔ عورت سے اگر پوچھا جاوے تو وہ بھی یہی جواب دے اور اگر ایک مرد سے پوچھا جائے تو وہ بھی یہی جواب دے۔ غرض ہر شخص کے ذہن میں یہ باتیں ڈالی جائیں۔ اور اس کے ماتحت جماعت میں ایسا ماحول اور بیداری پیدا کی جائے کہ قربانیاں کرنا کوئی مشکل کام نہ رہے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اصغر بھٹی

مانسہرہ کے حادثہ کے وفات یافتہ

مکرم محمد یوسف صاحب کا ذکرِ خیر

۳۰۔ جون کی رات لمحہ گزر رہی تھی۔ کچھ پرسوز اور ڈبڈبائی آنکھیں اپنی محسن اور انتہائی شفقت کرنے والی والدہ کے لئے سر راہ تھیں۔ وہ پیاری والدہ جو مانسہرہ شہر میں کینسر جیسی موذی مرض سے جنگ کرتی ہوئی داعی اجل کو لبیک کہہ چکیں تھیں اور اب اپنی وصیت کے مطابق آخری سفر کرتی ہوئی ربوہ شہر کی طرف رواں تھیں۔ رات کا آخری پہر گذر گیا۔ دور افق پر سورج کی شعاعیں صبح ہونیکا اعلان کرنے لگیں۔ انتظار کرنے والی پلکیں نیند کے بوجھ سے بوجھل ہو رہی تھیں کہ اچانک فون کی گھنٹی بجی اور اس سے دل دہلا دینے والی خبر دی گئی کہ سانس لینا مشکل نظر آنے لگا۔ دوسری طرف سے رانا بشیر احمد اطلاع دے رہے تھے کہ لاش لے کر آنے والی ویگن نہر میں گر گئی ہے اور ⑨ آدمی فوت ہو گئے ہیں۔

ان ⑨ میں سے ایک مکرم محمد یوسف صاحب معلم وقف جدید بھی تھے انکا نام سنتے ہی میرا ذہن ماضی کے دور میدانوں میں نکل گیا اور ایک پیارا سا مسکراتا چہرہ ذہن کی سکرین پر آموجود ہوا۔

خاکسار کی مکرم یوسف صاحب سے پہلی ملاقات اس وقت ہوئی جب خاکسار اپنے خامسہ کلاس کے مقالہ "وادیٔ ہزارہ میں شمع احمدیت" کے سلسلہ میں ہزارہ وادی کے دورہ پر گیا۔ رانا کرامت اللہ صاحب امیر ہزارہ ڈویژن نے آپ کا تعارف کروایا اور آپکو خاکسار کے ساتھ کام میں مدد کرنے کی ہدایت کی۔ آپ نے میرے ساتھ بالاکوٹ۔ ایبٹ آباد جیسے شہروں کے دورے کئے۔ اور میلوں میرے ساتھ پیدل چلے اور لوگوں سے ملاقاتیں کروائیں اسی دورہ میں خاکسار نے آپ کا انٹرویو بھی لیا اور آپکے حالاتِ زندگی مقالہ میں درج کئے وہی انٹرویو قارئین کی نذر کر رہا ہوں۔

آپ کا نام محمد یوسف صاحب اور آپ کے والد صاحب کا نام ہدایت اللہ صاحب تھا۔ آپ ۱۹۲۸ء میں داتہ میں پیدا ہوئے چھٹی تک تعلیم داتہ سے حاصل کی۔ ساتویں کلاس مانسہرہ سے پاس کرکے کے بعد آپ فوج میں ملازم ہو گئے ۱۹۴۲ء سے لے کر ۱۹۴۷ء تک ۵ سال فوج میں ملازمت کی۔ تقسیم پاکستان کے بعد ۹ ماہ تک فرقان فورس میں رہے۔ واپسی پر کنٹونمنٹ بورڈ ایبٹ آباد میں ڈرائیور کی حیثیت سے کام کیا۔ ۱۹۵۱ء سے اکتوبر ۱۹۸۶ء تک آر۔ جی۔ ٹی۔ ایس پشاور سے منسلک رہے اور اس طرح اکتوبر ۱۹۸۶ء میں ۳۵ سال بعد ملازمت سے پنشن حاصل کی۔

وقف جدید میں شمولیت

پنشن حاصل کرنے کے بعد آپ نے محترم اسمٰعیل منیر صاحب کے ذریعہ وقف کی درخواست دی۔ کچھ عرصہ بعد انٹرویو کیلئے ربوہ آئے اور انٹرویو میں سلیکٹ ہو گئے یہ اکتوبر کا مہینہ تھا۔ جبکہ معلمین کی کلاس اپریل سے شروع ہوتی ہے۔ ناظم صاحب نے آپ کو اپریل والی کلاس ہی میں بٹھا دیا۔ یکم نومبر ۱۹۸۶ء سے آپ نے معلمین وقف جدید کی کلاس اٹینڈ کی فروری میں امتحان تھے۔ آپ نے امتحان دیا اور نہ صرف پاس ہوئے بلکہ نمایاں پوزیشن حاصل کی۔

امتحان پاس کرنے کے بعد آپ کو مرکز کی طرف سے آپ کے آبائی گاؤں داتہ میں ہی معلم کی حیثیت سے بھیج دیا گیا۔ اور تاوفات آپ معلم کی حیثیت سے کام کر رہے تھے۔

اخلاقی حالت

آپ ۳۵ سال تک جی۔ ٹی۔ ایس میں ملازم رہے۔ کچھ عرصہ ڈرائیور کی حیثیت سے کام کیا اس کے بعد آپ کو انچارج بنا کر ایبٹ آباد ہیڈ کوارٹر میں بھیج دیا گیا۔ یہ شعبہ بڑا مشکل ہے۔ جس میں ڈرائیور اور کنڈیکٹر حضرات کی چھٹیوں کا مسئلہ اور دوسرے دیگر مسائل درپیش ہوتے ہیں۔ جن میں اکثر دوسروں سے ناراضگی ہو جاتی ہے۔ آپ نے انٹرویو دیتے ہوئے فرمایا کہ پورے ۳۵ سال میں شاذ ہی کوئی شخص ہو جو مجھ سے خفا ہوا ہو" اس کی وجہ وہ آپ کا تبسم بھی تھا جو ہر وقت آپکے چہرے سے جھلکتا رہتا۔ جس نے بھی دیکھا اور جس وقت بھی آپکو دیکھا مسکراتے ہوئے چہرہ سے دیکھا۔ زندگی میں کئی تکالیف سے بھی آپ کو گزرنا پڑا مگر یہ تکالیف آپکے چہرے پر شکنیں نہ ڈال سکیں۔ آپ کی جواں سال بیٹی فوت ہوئی تو بھی آپ نے اسے مسکراتے ہوئے چہرے سے الوداع کرکے اللہ کا شکر ادا کیا۔ آپ جیل کی تاریک کوٹھریوں سے باہر آئے تو بھی مسکراتے ہوئے باہر آئے اور اللہ کا شکر ہی ادا کیا۔

آپ کی ساری زندگی صوفیانہ طرز پر گذری بچپن سے نماز کے عادی تھے دوسروں کے دکھ درد کے لئے آپ اپنے آرام کو بھول جاتے۔ ہمیشہ آپ کو دوسروں کی خدمت میں مصروف دیکھا گیا۔ خدا تعالےٰ کے حضور ہمیشہ شاکر رہتے۔ آپکا کوئی بیٹا نہیں ہے بلکہ آپ کی پانچ بیٹیاں ہیں لیکن کبھی آپکو خدا سے شکوہ کرتے نہیں دیکھا گیا۔ ہمیشہ بازار میں چلتے ہوئے گردن کو جھکا کر اور آنکھیں نیچی کرکے چلتے۔ بات کرتے تو دھیمی آواز سے کرتے۔ آپ زہد و تقویٰ کا مجسم نمونہ تھے۔

آپ جیل میں بھی رہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ آپ کو بیت الذکر میں اعتکاف بیٹھنے کے جرم میں دفعہ ۲۹۸ c کے تحت گرفتار کر لیا گیا۔ اور ۳۹ دن کے بعد ہائیکورٹ سے آپکی ضمانت ہوئی۔ اس کیس میں آپکو ایک سال قید اور ۵۰۰ روپے جرمانہ کی سزا سنائی گئی۔ جس پر آپ کو گرفتار کرکے پشاور جیل بھیج دیا گیا۔ پشاور میں ۶ دن جیل میں رہے ۶ دن کے بعد ضمانت پر رہا ہوئے اس کے بعد یہ کیس ابھی تک سیشن کورٹ میں چل رہا ہے۔

سیشن کورٹ میں جب اپیل دائر کی گئی تو انہوں نے سزا بحال رکھ کر کیس لوئر کورٹ میں بھیج دیا۔ لوئر کورٹ نے وہی سزا بحال رکھ کر آپ کو تیسری دفعہ ایبٹ آباد جیل بھیج دیا۔ یہاں آپ ۵ دن جیل میں رہے اس کے بعد دوبارہ اپیل سیشن کورٹ میں کی گئی۔ یہ کیس ابھی عدالت میں چل رہا تھا کہ آپ کا آخری وقت آگیا آپ مانسہرہ۔ پشاور اور ایبٹ آباد کی جیلوں میں زندگی گذار کر ہمارے لئے راہ عمل متعین کر گئے ہیں۔

آج وہ پیارا مسکراتا ہوا چہرہ وہ شفیق باپ جو پانچ بچیوں کا الوتھا ہم میں نہیں ہے لیکن انکی یادیں ہمارے ساتھ ہیں۔ اس نے وفا کی داستان رقم کی اور اپنے وعدے کو سچ کر دکھلایا اللہ تعالےٰ انکے درجات بلند کرے اور انہیں جنت میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آپ نے ایک بیوہ اور پانچ بچیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کا آخری سفر میں حامی و ناصر ہو۔

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا: محترم شیخ محمد یوسف صاحب سابق سیکرٹری مال و ضیافت فیصل آباد کچھ عرصہ سے بوجہ اسہال بیمار چلے آ رہے ہیں اور چند یوم سے عزیزہ فاطمہ ٹرسٹ ہسپتال فیصل آباد میں داخل ہیں۔

○ مکرم منور علی صاحب شاہد صاحب معتمد ضلع لاہور عرصہ سے علیل ہیں اب قدرے افاقہ ہے۔

○ محترم حمید اللہ صاحب لائلپوری بعارضہ قلب بیمار ہیں۔

○ مکرم مولانا قمر الدین صاحب فاضل میو ہسپتال لاہور میں ریڈیو تھراپی کے ذریعہ علاج کروانے کے بعد گھر آتے ہی ملیریا بخار سے بیمار ہو گئے تھے۔ چنانچہ پانچ دن فضل عمر ہسپتال داخل رہے ہیں اور اب آرام ہے۔

احباب ان سب کی کامل شفایابی کے لئے دعا کریں۔

بازیافتہ کپڑا

○ ایک عدد سوٹ کا کپڑا عید سے دس دن قبل دار النصر غربی اور وسطی کے درمیان سے ملا ہے جس صاحب کا ہو وہ ـــــ بشیر احمد صاحب شاہد دار النصر شرقی ربوہ سے رابطہ کریں۔

گمشدگی رسید بک

○ اطفال الاحمدیہ مقامی کی ایک عدد رسید بک ع ۴۵۹۹ ۱۳ جولائی کی صبح کے وقت دار الیمن شرقی سے فیکٹری ایریا جاتے ہوئے دار النصر والی سڑک پر کہیں گر گئی ہے۔ اس کے ساتھ ایک عدد کاپی بھی ہے۔ جس میں مجلس مقامی کا حساب لکھا ہوا ہے۔ مجالس کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اس رسید بک پر کسی کو بھی چندہ نہ ادا کریں۔ اور جسے بھی یہ رسید بک اور کاپی ملے وہ دفتر مقامی میں پہنچا کر شکریہ کا موقعہ دیں۔

سیکرٹری مال
مجلس اطفال الاحمدیہ مقامی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہفتہ تحریکِ جدید

۲، اگست تا ۹، اگست ۱۹۹۱ء

بمنظوری مکرم وکیل اعلیٰ صاحب تحریک جدید امسال پاکستانی جماعتوں میں ہفتہ تحریک جدید منانے کے لئے ۲، اگست تا ۹، اگست ۱۹۹۱ء کی تاریخیں مقرر کی جاتی ہیں۔ جملہ جماعتیں ان ایام میں یہ لائحہ عمل اختیار کریں۔

۱۔ ۲، اگست بروز جمعہ تحریک جدید کے عنوان پر خطبہ دیا جائے جس میں تحریک جدید کے اغراض و مقاصد بیان کئے جائیں۔

۲۔ سیکرٹری صاحب تحریک جدید کے ساتھ اشتراک عمل کے لئے دو تین ذی اثر دوستوں کی کمیٹی بنا دی جائے۔

۳۔ فہرست وعدہ جات کا جائزہ لیا جائے کہ ہر کمانے والے کا وعدہ ماہوار آمد کے کم از کم پانچویں حصہ کے برابر ہے؟

۴۔ وعدہ جات میں جماعت کے سب افراد بشمول بچگان و مستورات شامل نہ ہوں تو باقیماندہ کو شامل کیا جائے۔

۵۔ اگر جماعت کا ٹارگٹ حاصل نہ ہوا ہو تو اسے حاصل کرنے کا اہتمام کیا جائے۔

۶۔ ان ایام میں ایک سے زائد محصلین مقرر فرما کر وصولی کو سو فیصد بنایا جائے۔

۷۔ دفتر اول و دوم کے وفات یافتگان کے وارثوں کو ادائیگی کی طرف توجہ دلائی جائے۔

ہفتہ کے اختتام پر امراء و صدر صاحبان سے درخواست ہے کہ وہ جماعت کی مساعی اور نتائج کی رپورٹ بھجوائیں تا وہ حضور انور کی خدمت میں دعا کیلئے پیش کی جا سکے۔

صاحبِ اولاد

اپنے پھول سے بچوں کی صحت اور نشوونما کا خاص خیال رکھیں۔ اگر کسی قسم کی کمزوری ہو تو مندرجہ ذیل ادویات سے انتخاب کریں

۰۔ بے بی ٹانک (دودھ پیتے بچوں کیلئے)	BABY TONIC	۱۰/-
۰۔ بے بی گروتھ کورس (دس سال تک کے بچوں کیلئے)	BABY GROWTH COURSE	۳۰/-
۰۔ کمزوری جسم کورس (نوجوانوں کیلئے)	BODY BUILDING COURSE	۱۰۰/-
۰۔ چھوٹا قد کورس (۵ سے ۲۰ سال تک کی عمر کیلئے)	DWARFISHNESS COURSE	۱۰۰/-
۰۔ بول بستری کورس	BED URINE COURSE	۳۵/-
۰۔ مٹی چھوڑ کورس	MITI CHOUR COURSE	۲۰/-
۰۔ سوکھا پن کورس (بچوں کا)	MARASMAS COURSE	۵۰/-
۰۔ آہستہ دانت نکالنا کیور	SLOW DENTITION CURE	۲۰/-
۰۔ بے ترتیب دانت کیور	IRREGULAR TEETH CURE	۲۰/-

ڈاکٹرز اور سٹاکسٹس کے لئے معقول کمیشن

مندرجہ ذیل سٹاکسٹس سے خرید فرمائیں یا براہِ راست بذریعہ ڈاک ہم سے منگوائیں

تین صد یا زائد کے آرڈر پر ڈاک خرچ بذمہ کمپنی

۰۔ لاہور:۔ کیوریٹو سٹورز اچھرہ شاپنگ سنٹر۔ اچھرہ ۰۔ فیصل آباد:۔ کریم میڈیکل ہال۔ گول امین پور بازار ۰۔ راولپنڈی:۔ شبیر میڈیکوز بالمقابل کنٹونمنٹ ہسپتال صدر ۰۔ پشاور:۔ ڈاکٹر عبدالرحمن معصوم۔ معصوم اینڈ سنز کیمسٹ شیخ آباد نمبر 1 ۰۔ کوئٹہ:۔ ہومیوپیتھک ڈاکٹر بشارت احمد۔ دکان نمبر ۲۴ خوجک روڈ پشین اڈہ ۰۔ ملتان:۔ ہومیو ڈاکٹر الطاف حسین ملک۔ صدر بازار ۰۔ کراچی:۔ صدر میڈیکل سٹور بالمقابل ایمپریس مارکیٹ صدر کراچی ۰۔ حیدر آباد:۔ ابن سینا میڈیکل سٹور گاڑی کھاتہ ۰۔ سیالکوٹ: ڈان ڈرگ ہاؤس ریلوے روڈ ۰۔ گوجرانوالہ:۔ کیوریٹو میڈیسن سروسز گلی حاجی عبدالعزیز۔ باغبانپورہ۔

(ڈاکٹر راجہ ہومیو) رجسٹرڈ

کیوریٹو میڈیسن کمپنی ربوہ

فون ——— ۷۷۱، ۶۰۶

ملکی خبریں

○ چیف آف آرمی سٹاف جنرل مرزا اسلم بیگ نے کہا ہے کہ وہ آئندہ ماہ فوجی وردی اتار دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ میں فوج کے سربراہ کی حیثیت سے اپنی کارکردگی پر بے حد مطمئن ہوں۔

○ کراچی سے پی آئی اے کی ائربس کو حادثہ پیش آنے سے انجن اور لینڈنگ گیئر تباہ ہو گیا۔ طیارہ جو کہ ۲۰۳، مسافروں کو لے کر ڈھاکہ جا رہا تھا غلط طریقے سے اڑنے کی کوشش میں رن وے کی حدود سے باہر نکل گیا۔ کوئی مسافر ہلاک یا زخمی نہیں ہوا۔

○ وزیر اعظم نے کہا ہے کہ بنیادی حقوق محترم ہیں لیکن جس کا گھر لٹ جائے اس کا بھی احساس ہونا چاہیئے۔

○ وزیر اعظم اور مسلم لیگ کے سربراہ محمد خان جونیجو کی ملاقات کے بعد بارہویں آئینی ترمیم کا بل اسمبلی میں پیش کرنے کا فیصلہ ایک دن کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔

○ قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کے اراکین کالی پٹیاں باندھ کر اجلاس میں شامل ہوئے ان کا کہنا ہے کہ کالے قوانین پاس کئے اور بنیادی حقوق چھینے جا رہے ہیں اس لئے کالی پٹیاں باندھی ہیں۔ اپوزیشن نے اس وقت علامتی واک آؤٹ کر دیا جب سپیکر نے مسٹر اعتزاز احسن کا نکتۂ اعتراض مسترد کر دیا۔ مسٹر اعتزاز نے وزیر اعظم کی تقریر کے اس حصہ پر اعتراض کیا تھا جس میں وزیر اعظم نے اقتدار کے ٹکڑے اپوزیشن کو دینے کی بات کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ اس کا مطلب ہے کہ وہ یہ ٹکڑے حزب اقتدار کو دے چکے ہیں اس طرح سے انہوں نے پورے ایوان کی توہین کی ہے۔

○ پاکستان میں خالد نامی ٹینکوں کی تیاری سے عالمی اسلحہ مارکیٹ میں ہلچل مچ گئی ہے۔ یہ ٹینک اپنی قسم کے ٹینکوں سے کارکردگی میں بہتر اور قیمت میں ۳-۴ گنا سستے ہوں گے۔ بڑے پیمانے پر ان کی تیاری ۱۹۹۵ء میں شروع ہو جائے گی۔

○ آئین میں مجوزہ ترامیم کو نوابزادہ نصر اللہ خان نے کالا قانون قرار دیا ہے۔ احمد سعید اعوان نے کہا ہے کہ اس سے صوبائی خود مختاری ختم ہو جائے گی۔

○ بنوں ائیرپورٹ پر تخریب کاری کی کوشش کو ناکام بنا دیا گیا۔ ائیرپورٹ سیکیورٹی سٹاف نے روسی ساخت کا ایک کلو وزنی بم دریافت کر کے اسے تباہ کر دیا۔

غیر ملکی خبریں

○ مقبوضہ کشمیر میں حریت پسندوں اور بھارتی فوج کے درمیان جھڑپوں کے نتیجے میں ۱۶ بھارتی فوجی ہلاک اور تین حریت پسند شہید ہو گئے ہیں۔

○ سات بڑے صنعتی ممالک جن کا اجلاس لندن میں ہوا ہے۔ مہلک ہتھیاروں کی فروخت اقوام متحدہ کی نگرانی میں رکھنے پر متفق ہو گئے ہیں۔

○ امریکی وزیر خارجہ مسٹر جیمز بیکر نے جو مشرق وسطیٰ کا نیا دورہ کرنے والے ہیں کہا ہے کہ اب اسرائیل اور عربوں کے درمیان براہ راست بات چیت کا امکان روشن ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ علاقائی امن کی تفاصیل کے بارے میں اب بھی اختلافات قائم ہیں لیکن صدر بش کے نام صدر اسد کے خط کے بعد اب اسرائیل اور عرب ملکوں میں براہ راست بات چیت کی نئی امید پیدا ہو گئی ہے۔

○ صدر گورباچوف نے سات بڑے صنعتی ممالک کو کہا ہے کہ وہ ان ممالک سے امداد تحفے کی شکل میں نہیں لینا چاہتے بلکہ اقتصادی تعاون کی شکل میں چاہتے ہیں جس سے دونوں ملکوں کو فائدہ حاصل ہو۔ صدر بش نے کہا ہے کہ گورباچوف کو خالی ہاتھ نہیں جانے دیا جائے گا۔ تاہم اس بات پر اختلافات ہیں کہ گورباچوف کو امداد کس رنگ میں دی جائے۔

○ تیسری دنیا کے ماحولیاتی تحفظ کی تنظیم نے سات بڑے صنعتی ممالک کے اقدامات پر کڑی نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا ہے کہ بڑے صنعتی ممالک ماحول کے تحفظ اور تیسری دنیا کے ممالک کی مدد کی صرف زبانی باتیں کرتے ہیں۔ ان ممالک نے خلیجی جنگ میں اربوں روپیہ خرچ کیا لیکن تیسری دنیا کے مسائل پر کوئی توجہ نہیں دی۔

○ عراق کا دورہ کرنے والے اقوام متحدہ کے نمائندے پرنس صدر الدین نے کہا ہے کہ انسانی ہمدردی کی بنیاد پر عراق کے خلاف پابندیاں واپس لے لینی چاہئیں تاکہ وہ اپنا تیل بیچ کر اپنی حالت بہتر بنا سکے۔ انہوں نے کہا کہ عراق کو اس سے کہیں زیادہ امداد کی ضرورت ہے جو اقوام متحدہ یا دیگر ایجنسیاں دے سکتی ہیں۔